

Syllabus of Urdu Language for Secondary School Education Classes IX - X

تعلیم کی ضرورت اور مقاصد :

اردو ہندوستان کی مختلف زبانوں کے درمیان اپنی علاحدہ شناخت رکھتی ہے۔ اس زبان کے بولنے اور سمجھنے والے صرف ہندوستان ہی نہیں دنیا کے متعدد ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا ادب ابتدا سے ہی مقبول اور قابل قدر اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس کا بیش قیمتی اور وسیع ادبی سرمایہ دنیا کی کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے مقابلے میں اعتماد و افتخار کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ یہ زبان عربی، فارسی، ترکی فرانسیسی اور دوسری ہندوستانی زبانوں کے نرم و سبک الفاظ کی آمیزش سے بنی ہے اس لیے اس کی شیرینی اور کشش دو بالا ہوگئی ہے۔ اس کے لب و لہجے میں وہ گھلاوٹ اور مٹھاس ہے جس کی دنیا معترف ہے۔ یہی سبب ہے کہ دوسری زبانوں کے لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اردو ہماری مشترکہ تہذیب و تمدن کی پیداوار ہے۔ اس زبان نے ابتدا سے ہی ہم آہنگی، حب الوطنی، باہمی یگانگت اور اخوت کا پیغام عام کیا ہے۔ ماہرین لسانیات کے مطابق اس کا خیر کھڑی بولی سے تیار ہوا ہے لیکن اس کی تعمیر و تشکیل میں جیسا کہ عرض کیا گیا عربی، فارسی، سنسکرت اور ترکی کے علاوہ دوسری بہترے زبانوں کے الفاظ کا بہت اہم ردل رہا ہے۔ مذکورہ بالا خصوصیات کی بنا پر اس زبان کی تدریس اور اس کی تشہیر سے قومی یک جہتی کو فروغ حاصل ہوگا اور ملک کی بہبود اور سالمیت کو استحکام حاصل ہوگا۔

دنیا کے تمام ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ طلبہ کی ذہنی نشو و نما اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مادری زبان ہی سب سے زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے یہ ایک فطری بات ہے کہ طلبہ اپنی مادری زبان کو جس طور پر سمجھتے ہیں، شاید ہی کسی دوسری زبان کو سمجھ سکیں۔ استشنا کی بات اور ہے۔ اس لیے طالب علم جب اپنی مادری زبان میں کسی موضوع اور بحث کو پڑھتا ہے تو بہت تیزی اور آسانی سے اس کی تفہیم ہوتی ہے۔ بچے جب اسکول میں داخلہ لیتے ہیں تو ابتدا میں ان کی ذہنی سطح پختہ نہیں ہوتی۔ شروع میں مادری زبان کی سطح پر بھی وہ ابتدائی منزلیں طے کر رہے ہوتے ہیں۔ لہذا زبان کی تدریس کا سب سے پہلا اور اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلبہ اپنی عمر اور جماعت کے مطابق صحیح پڑھنا، صحیح بولنا اور درست املا لکھنا سیکھ لیں ساتھ ہی ان کے سوچنے سمجھنے اور درست نادرست کو پرکھنے کی صلاحیت بھی بڑھتی جائے۔ اور وہ بہ آسانی کسی بات کو سن کر اسے سمجھ لیں اور روزمرہ کے تجربات و مشاہدات کو اپنی زبان میں رابطہ کے ساتھ بیان کرنے اور انہیں تحریری شکل دینے میں بہت حد تک کامیاب ہو جائیں۔ زبان سیکھنے کے ساتھ طلبہ اپنے ماحول، گرد و پیش اور دوسرے کو ألف سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ سماجی و تہذیبی قدروں سے بھی بحسن و خوبی آشنا ہو جاتے ہیں۔ ابتدائی مرحلے کے بعد طلبہ کی ذہنی وسعت میں اضافہ کے لیے انہیں صوبائی اور ملکی حالات سے باخبر کرنا لازمی ہوتا ہے۔ تدریس کے اہم مقاصد میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ طلبہ رفتہ رفتہ اپنے ملک کے مختلف حصوں، خطوں میں بسنے والے مختلف فرقوں، طبقتوں اور قبیلوں کی بابت معلومات حاصل کریں۔ ان کے رہن سہن، ان کی طرز رہائش اور طور طریقے کی جانکاری حاصل کریں اور سمجھوں کے جذبات و احساسات اور عقائد کا احترام کرنا سیکھیں۔ تعلیم کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ باہمی میل جول اور بھائی چارہ کے ماحول کو فروغ دیا جائے اور امن و آشتی کی فضا سازگار بنائی جائے۔ ان کے جذبہ حب الوطنی کو تحریک دی جائے۔ آئین کے ذریعے دیے گئے حقوق، فرائض اور اختیارات سے آگاہ کیا جائے۔

ہمارا ملک طویل جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کے چنگل سے آزاد ہوا ہے۔ ملک عزیز کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لیے ہمارے بزرگوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ تب جا کر ہم آزاد ملک کے باشندہ کہلانے کے لائق ہوئے۔ اس لیے طلبہ میں آزادی کا احترام اور اس کے تحفظ کا جذبہ پیدا کرنا اور ملک کی آئین کے تین انھیں باخبر کرنا لازمی ہے۔ حقوق کی شناخت کے ساتھ ان میں فرائض کی ادائیگی کا چلن بھی راہ پائے اس کے لیے مناسب ذہن سازی ہونی چاہیے۔ ساتھ ہی ساتھ طلبہ کی تعلیم و تربیت اس نہج پر ہو کہ ان کا مزاج حقیقت پسندانہ، سائنسی اور منطقی ہو سکے۔

طریقہ تدریس :

درس و تدریس کا کام بہت ہی محنت، توجہ اور ہنرمندی کا تقاضی ہے۔ ابتدا میں بچے فطرت سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ ان کے اذہان نئی چیزوں کو سیکھنے کے لیے پوری طرح تیار ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کے اندر بے پناہ تجسس بھرا ہوتا ہے۔ جھجک، گھبراہٹ اور شرمیلا پن بھی موجود ہوتا ہے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ بچوں کے درمیان وہ اس طرح خود کو پیش کرے کہ بچے اسے اپنا دوست سمجھیں۔ استاد سے وہ مزید بڑاؤ محسوس کریں تاکہ وہ حوصلے اور امنگ کے ساتھ سیکھنے کے مرحلے سے گزرتے رہیں۔ استاد کو ان کی ذہنی سطح کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا چاہیے اور یہ مان کر چلنا چاہیے کہ ان سے قدم قدم پر غلطیاں سرزد ہوں گی۔ وہ غلطیاں پڑھنے لکھنے میں ہوں یا عادات و اطوار میں، بچوں کے ذریعے کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ خیال رہے کہ بچے غلطیوں سے ہی سیکھتے ہیں۔ غلطی ان کے فطری حقوق کا اہم ترین حصہ ہے۔ بچوں کو پیار اور ہمدردی سے مخاطب کرنا، ان کے ساتھ ہنسنا بولنا ان کے حق میں بہت مفید ہوگا اور وہ خوشی استاد کی بات سننے سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے میں دلچسپی لیں گے۔ درجے میں اس طرح کا خوشگوار ماحول بنانا از حد لازمی ہے تاکہ طلبہ کھل کر اپنے استاد سے سوالات کر سکیں، ان سے نئی باتوں کی بابت پوچھ سکیں، توجہ اور انہماک کے ساتھ استاد کی باتیں سنیں اور خوشی خوشی سیکھتے ہوئے آگے بڑھیں۔

طلبا میں سیکھنے کا شوق اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ان کے کام کی وقتاً فوقتاً تعریف کی جائے۔ بچے مناسب شاباشی سے تحریک پاتے ہیں اور ان کے اندر مزید سیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک کامیاب استاد وہی ہے جو طالب علموں کو اپنے سحر میں رکھے۔ ان کے دلوں میں اپنے لیے احترام پیدا کرے۔ طلبہ کے اندر تجسس کو ابھارے۔ انہیں محنت کرنے پر آمادہ کرے۔ جماعت میں جو طلبہ ہوتے ہیں وہ مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے مذہب، رنگ نسل اور عقائد میں فرق بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے ان کی ذہنی سطح اور پس منظر ایک جیسے نہیں ہوتے۔ استاد کا فریضہ یہ ہے کہ اول تو وہ ہر طبقہ کے بچوں کے مزاج کے مطابق ان کی تربیت کرے ساتھ ہی وہ کمزور بچے پر خصوصی توجہ دے تاکہ وہ بھی رفتہ رفتہ اپنے ہم جماعتوں کی برابری میں آسکے۔

استاد کو کلاس روم میں ایک مشفق معاون کا رول ادا کرنا چاہیے۔ کبھی ہنسنا، کبھی بولنا، کبھی لطیفے، اور کبھی کہانیاں سنانا بھی ضروری ہوتا ہے تاکہ بچے کی تفریح بھی ہو اور اسی بہانے وہ سیکھتا بھی رہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ درس کے دوران طلبہ سے سوالات کرے اور انہیں بولنے پر اکسائے، اس طرح ان کی گویائی کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ استاد مشکل کو آسان بنانے کے لیے ہے نہ کہ آسان کو مشکل بنانے کے لیے۔ اس لیے لازمی ہے کہ استاد جس موضوع کو پڑھایا سمجھارہا ہو اس کی جزئیات پر بھی اس کی گہری نظر ہو۔ جیسا کہ عرض کیا گیا وہ پوری جماعت پر نظر تو رکھے ہی ساتھ ہی انفرادی طور پر بھی کمزور بچوں پر توجہ دے۔ زبان کو پراثر ڈھنگ سے سکھانے کے عمل میں بعض سرمیاں بے حد معاون ہو سکتی ہیں جیسے مکالمہ آرائی، ڈرامہ کھیلنا، نظم گوئی، قصہ گوئی، اپکشن گیت، کوئز، تحریری مقابلے، کہانی لکھنا، نظمیں گڑھنا، بہت بازی، خوش نویسی وغیرہ۔

Stage IV Class IX - X

درجہ نہم تا دہم

تمہید :

آٹھویں جماعت کی تکمیل کے بعد طلبہ اردو بولنے پڑھنے اور لکھنے کے ساتھ زبان و ادب کے عبادیات سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے شعور کی بالیدگی پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز انصابی مشمولات کے ایسے پہلوؤں پر ان کی توجہ مبذول کرانی چاہیے جو ان کی شخصیت کی تعمیر و ترتیب میں معاون ہو سکیں۔

نویں اور دسویں جماعت کے طلبہ کی علمی اور فکری سطح اس درجہ ہو جاتی ہے کہ وہ شعر و ادب کے بنیادی فنی لوازمات کو قبول کر سکے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ درسی کتاب میں شامل اشعار اور جملوں کے حسن و قبح پر بھی ہل انداز میں روشنی ڈالیں۔ مومنوع اور مواد کے لحاظ سے نصاب کی تیاری میں یہ لحاظ رہنا چاہیے کہ مشمولات کی حیثیت علم محض کی نہ ہو بلکہ وہ طلبہ کے معیار کو بہ حیثیت انسان بھی بلند کرے۔ ان مقاصد کے تحت درجہ ذیل نکات پر خصوصی توجہ ہونی چاہیے :

مقاصد :

- ۱ - زبان کے درست اور موثر استعمال کا شعور پیدا کرنا۔
- ۲ - ذخیرہ الفاظ میں بہ تدبیر اضافہ کرنا اور ایسے مواقع فراہم کرنا کہ وہ لفظوں کے استعمال کے عملی تجربے سے گزر سکیں۔ مثلاً تحریری و تقریری مقابلے، شعر خوانی اور بیت بازی وغیرہ۔
- ۳ - ادبی ذوق، تخلیقی صلاحیت اور انتقادی شعور کو پروان چڑھانا۔
- ۴ - اردو قواعد کے اصولوں کو انصابی مشمولات کی اساس پر سمجھانا۔
- ۵ - اسباق کی تشریح اور ان کے تجربے کی تفہیم۔
- ۶ - ادب کی موضوعی اور ہیئت صنفی کی پہچان کرنا۔
- ۷ - اسباق کے مطالب اور مرکزی خیال اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- ۸ - جملوں کی ادائیگی میں تلفظ اور رموز اوقاف پر توجہ دلانا۔
- ۹ - اسباق کے مصنفین اور شعرا کے حالات اور ان کی خدمات کے تئیں دلچسپی پیدا کرنا۔

طریقہ تدریس :

اساتذہ کو کلاس روم میں درس و تدریس کی خوش گوار فضا قائم کرنی چاہیے تاکہ طلبہ کوئی دباؤ یا تناؤ نہ محسوس کریں۔ ان درجات کے طلبہ میں خود اعتمادی اور بعض اوقات خود نمائی کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ ہمدردانہ اور شفقانہ رویوں کو اپنائیں۔ طلبہ کی علمی کوششوں اور سرگرمیوں پر ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ طلبہ کے ساتھ اساتذہ کو یکساں سلوک کرنا چاہیے۔ شعری حصے کی تدریس میں آہنگ اور نثری حصے کی تدریس میں رموز اوقاف کا لحاظ ضروری ہے۔ اسباق میں مستعمل ایسے الفاظ جن کی املا تدریجی عمل سے گزری ہو، ان کی نشاندہی بھی کرنی چاہیے۔ قواعد کی تدریس میں انصابی مشمولات سے مثالیں فراہم کرانی چاہیے۔ اس طرح طلبہ قواعد کے اضافی بوجھ کی نفسیات کا شکار بھی نہیں ہوں گے اور درسی اسباق کی تفہیم بھی ہل ہو جائے گی۔

نصابی کتابوں کے خاکے

برائے درجہ نہم

- (۱) چار افسانے — ایک غیر مسلم ادیب اور ایک خاتون کی تحریریں شامل ہو۔
- ایک ترجمہ شدہ (غیر ملکی زبان سے) کہانی اور ایک سائنس فکشن ہو۔
- (۲) چار مضامین — ایک نظریاتی، ایک تنقیدی اور ایک علمی مضامین ہوں۔ اسی کے ساتھ ایک ترجمہ شدہ ادبی مضمون بھی شامل کیا جائے۔
- (۳) سوانح — جب آزادی سے متعلق کسی اہم ہیرہ کی زندگی کے بارے میں مضمون ہو، جس کا تعلق بہار سے ہو۔
- (۴) سفر نامہ — ایک عدد (ظریفانہ)
- (۵) خطبہ — قومی تعلیم سے متعلق ذاکر حسین کا خطبہ (اقتباس)۔
- (۶) خودنوشت — جوش ملیح آبادی، بیگم انیس قدوائی اور عصمت چغتائی۔
- (۷) ناول — پنڈت رتن ناتھ سرشار کے ناول سے اقتباس۔
- (۸) پانچ شعرا کی دو-دو غزلیں
- (۹) تین شعرا کی پانچ-پانچ رباعیات۔
- (۱۰) دو شعرا کے ایک-ایک مرثیے سے اقتباس۔
- (۱۱) ایک شاعر کے پانچ قطعات۔
- (۱۲) ایک شاعر کا قصیدہ۔
- (۱۳) سدس سے دو مثالیں۔
- (۱۴) طویل نظم سے ایک مثال۔
- (۱۵) ایک نظریاتی نظم۔
- (۱۶) ایک ترجمہ شدہ نظم۔
- (۱۷) دو گیت۔

برائے درجہ دہم

- (۱) چار افسانے۔
- (۲) ایک جغرافیائی معلوماتی مضمون۔
- (۳) تین مضامین۔
- (۴) سوانحی مضمون۔
- (۵) ناول — نذیر احمد کے ناول سے اقتباس

- (۶) تین مکاتیب۔
 (۷) ایک انٹرویو۔
 (۸) ایک تنقیدی مضمون۔
 (۹) ایک شخصی مرثیہ (مرثیہ عارف)۔
 (۱۰) پانچ غزل گو شعرا سے ۲۲ غزلیں۔
 (۱۱) نظم جدید سے تین مثالیں۔
 (۱۲) تین مثنویوں سے مثالیں (زہر عشق، گلزار نسیم، وادی عشق)۔
 (۱۳) آزاد نظم سے دو مثالیں (ندا فاضلی)۔
 (۱۴) ایک ظریفانہ نظم (سید محمد جعفری)۔
 (۱۵) ایک گیت۔
 (۱۶) نعت احمد۔
 (۱۷) دس دوہے (ظفر گورکھ پوری)۔

انسانی اقدار اور دیگر موضوعات

کفایت شعاری، منصوبہ بندی، معروضیت، عقلیت، دنیا میں ہندستان کی اہمیت، انسانی حقوق اور فرائض، جدید ایجادات، آبادی کا مسئلہ، ذمے دار شہری، سائنسی ترقیات، عہدِ قدیم کا ہندستان، جنگ آزادی

قواعد کے اجزا برائے درجہ نہم و دہم

- (۱) کلمہ اور اس کی قسمیں
 (۲) اسم اور اس کی قسمیں
 ضمیر اور اس کی قسمیں
 (۳) صفت اور اس کی قسمیں
 (۴) فعل اور اس کی قسمیں
 فعل ماضی اور اس کی قسمیں
 متعلق فعل

- (۵) جملہ اور اس کی قسمیں
- (۶) حروف ربط، عطف، تنصیب، فلجیہ
- (۷) سابقہ اور لاحقہ
- (۸) مترادفات
- (۹) محاورے اور ضرب الامثال (تعریف اور جامع فہرست)
- (۱۰) اعراب کے فرق سے معنی کا فرق
- (۱۱) اضداد کی جامع فہرست
- (۱۲) واحد جمع کی جامع فہرست
- (۱۳) اعراب، علامات اور ان کا استعمال حرف روی
- (۱۴) مطلع، حسن مطلع، قافیہ، ردیف اور مقطع کی تعریف
- (۱۵) مختلف اصنافِ سخن کی تعریف، غزل، مثنوی، قصیدہ، رباعی، قطعہ، مرثیہ، آزاد نظم، نظم، مثنوی
- (۱۶) خطوط نویسی
- (۱۷) مضمون نگاری

معاون درسی کتابیں

Supplementary Readers

طلبہ کی گونا گوں دلچسپیوں میں اضافہ کی غرض سے درسی کتابوں کے ساتھ خصوصی موضوعات پر مختصر معاون درسی کتابوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چٹھی سے بارہویں جماعت تک ایک ایک معاون درسی کتاب شاملِ نصاب کی گئی ہے۔ طلبہ کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان کے موضوعات اور دائرہ کار کا تعین کیا گیا ہے۔ کتابوں کی درج ذیل تفصیل ملاحظہ ہو۔

برائے درجہ نہم : ہندستان کی قومی تحریک کی تاریخ

اسکولی تعلیم میں قومی تحریک کی تعریف بار بار اور مختلف جہات سے پڑھانے کا ایک مقصد یہ ہے کہ طالب علم اپنے ملک کی تعمیر نو کے مسائل و مباحث سے مکلفہ واقف ہو سکیں۔ نویں کلاس میں ہندستان کی قومی تحریک کی مختصر تاریخ شامل کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ بہار میں خاص طور پر جو سرگرمیاں رہیں انہیں بھی خصوصی اہمیت دے کر واضح کیا جائے۔

کتاب کا خاکہ

- (۱) ہندستان میں انگریزوں کی آمد اور مغلیہ سلطنت کا زوال
- (۲) 1857 کا انقلاب
- (۳) سماجی اور تعلیمی تحریکیں
- (۴) انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد
- (۵) مسلم لیگ اور دیگر سیاسی جماعتوں کی بنیاد
- (۶) خلافت تحریک
- (۷) تحریک ترک موالات
- (۸) تحریک عدم تعاون
- (۹) مہاتما گاندھی کی قیادت میں قومی تحریک کی سرگرمیاں
- (۱۰) بھگت سنگھ اور دیگر انقلابی رہنما
- (۱۱) بھارت چھوڑو تحریک
- (۱۲) تقسیم ملک اور آزادی
- (۱۳) بہار میں قومی تحریک کے مختلف پڑاؤ
- (الف) 1857 کا انقلاب
- (ب) سنہ ۱۸۵۷ کا انقلاب
- (ج) چمپارن سستی گرہ
- (د) خلافت تحریک
- (ه) 1942 کی تحریک
- (۱۴) کانگریس اور مسلم لیگ کی سیاست
- (۱۵) فرقہ وارانہ فسادات

برائے درجہ دہم : بیسویں صدی کا ہندستانی ادب

دسویں کلاس میں بچوں کی ادبی تربیت کی غرض سے غیر اردو زبانوں کے تخلیقی ادب کا ایک انتخاب معاون درسی کتاب کے طور پر نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اپنی تعلیمی زندگی میں طلبہ اردو، ہندی اور انگریزی کے ادب سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن ہندستان جیسے کثیر لسانی معاشرے کے بارے میں اُس کے پاس زیادہ جان کاری نہیں ہوتی۔ اس کتاب کا مقصد اس طرح سے قائم ہوگا کہ ہندستان کی تمام اہم زبانوں کے افسانوں اور منتخب شاعری واضح تعارفات کے ساتھ درج نصاب ہوں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد دسویں میں پڑھنے والا ہمارا طالب علم ہندستانی سماج کی رنگارنگ تہذیبی، ثقافتی اور ادبی کیفیتوں سے واقف ہو سکے گا۔

کتاب کا خاکہ

(۱) ہندستانی ادب کا تصور

(۲) کہانیاں :

(الف) تلشی شیونکر پلے (ملیالم) روکیوم محمد بشیر (ملیالم)

(ب) پٹالال پٹیل (گجراتی)

(ج) یو۔ آر۔ اننت مورتی (کنڑ)

(د) مہاشویتادیوی (بنگلہ)

(ه) اندرا گوسوامی (آسامی)

(و) گووند جھا (میٹھلی) رہری موہن جھا (بیٹا۔ راج موہن جھا، پٹنہ)

(۳) شاعری :

(الف) امرتا پریتیم (پنجابی) — وارث شاہ سے

(ب) اردن کلنکر (مراتھی)

(ج) سیتا کانت مہاپاتر (اڑیا)

(د) ششیندر شرما (تمگلو)

(ه) کے۔ سچانندن (تمگلو)